ماڈیول نمبر1 — سبق نمبر 8 : کوئی امید بر نہیں آتی

سبق نمبر	سبق کا نام	زبان کی مہارتیں				زندگی کی مہارتیں
		سننا بولنا	پڑھنا	لکھنا	اصناف/ قواعد/ صنائع بدائع/ اسلوب	سرگرمیاں/ عملی کام
8	کوئی امید بر نہیں آتی (غزل: غالبؔ)	• نئے الفاظ اور محاوروں کو اپنی گفتگو میں استعمال کرنا • اشعار یاد کر کے پڑھنا	مصرعوں کو موزونیت اور آہنگ کے ساتھ پڑھنا	• اشعار کی تفہیم کے بعد نظم کی تشریح اور سوالات کے جوابات	• غزل • مرزا غالب • سہلِ ممتنع • اضافت • ایمائیت	• غزل سرائی • بیت بازی

صنف کے بارے میں

- غزل اردو شاعری کی سب سے مشہور اور مقبول صنف ہے۔ اس میں عام طور پر حسن وعشق کا ذکر ہوتا ہے۔ اب غزل کا دائرہ وسیع ہو گیا ہے اور اس میں ہر طرح کے مضامین داخل ہو گئے ہیں۔ مثلاً مذہب، اخلاق اور فلسفہ وغیرہ۔
- غزل میں اشعار کی تعداد طے نہیں ہے۔ عام طور پر پانچ سے انیس (19) اشعار کی غزلیں کہی گئی ہیں۔
- غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے، جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ بعض غزلوں میں ردیف نہیں ہوتی۔ ایسی غزلوں کو غیر مردّف غزلیں کہتے ہیں۔ غزل کا آخری شعر ''مقطع'' کہلاتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلّص استعمال کرتا ہے۔
- غزل کا ہر شعر معنی اور مطلب کے لحاظ سے مکمل ہوتا ہے اور عام طور پر ایک شعر کا دوسرے شعر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ غزل کی سب سے بڑی خوبی اس کا اختصار ہے۔
- غزل کے فروغ میں جن شعرا نے اہم رول ادا کیا ہے ان میں ولؔی دکنی، میر تقی میرؔ، مرزا غالبؔ، داغؔ، فانؔی اور فیضؔ وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

شاعر کے بارے میں

- مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ آگرہ میں 27 دسمبر 1798 کو پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم آگرہ میں ہوئی۔ فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کم عمری میں شعر کہنے لگے تھے۔
- غالبؔ کے کلام میں زندگی اور کائنات کے بہت سے مسائل کی جانب اشارے ملتے ہیں۔ مرزا غالبؔ نے عام روش سے بچنے کی کوشش کی اور نئے نئے خیالات، الفاظ، محاورات، تشبیہات اور استعاروں کی ایک نئی دنیا اپنی غزلوں میں آباد کی۔ جدّت پسندی اور خیال آفرینی ان کی شاعری کی خصوصیات ہیں۔
- 1869 میں غالبؔ کا انتقال ہوا۔

اشعار کا مفہوم

کوئی امید بر نہیں آتی — کوئی صورت نظر نہیں آتی

- مطلع میں مایوسی کی کیفیت کا بیان ہے۔ زندگی ایسے موڑ پر آ گئی ہے، جہاں امید کی کوئی کرن نہیں پھوٹ رہی۔

موت کا ایک دن معیّن ہے — نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

- اس شعر میں شاعر اپنے آپ سے سوال کرتا ہے کہ جب موت کا ایک دن طے ہے، تو پھر آنکھوں سے نیند کیوں رخصت ہوگئی۔

آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی　　　اب کسی بات پر نہیں آتی

- اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ پہلے تو دل کی حالت پہ ہنسی آجاتی تھی، لیکن اب زندگی نے ایسی کروٹ لی ہے کہ ہنسی ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئی ہے۔

ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں　　　ورنہ کیا بات کر نہیں آتی

- شاعر کہتا ہے کہ میری خاموشی بلا وجہ نہیں ہے۔ کوئی نہ کوئی ایسا سبب ضرور ہے جس نے مجھے خاموش رہنے کے لیے مجبور کر دیا ہے، ورنہ میں بھی اپنی باتوں سے سبھی کو قائل کر سکتا ہوں۔

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی　　　کچھ ہماری خبر نہیں آتی

- شاعر کہتا ہے کہ لاشعوری کی راہوں پر چلتے ہوئے میری ذات ایسے مقام پر پہنچ گئی ہے کہ خود مجھے اپنی خبر نہیں ہے کہ میں کہاں ہوں اور کس حالت میں ہوں۔

مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی　　　موت آتی ہے، پر نہیں آتی

- شاعر کہتا ہے زندگی اتنی دشوار ہوگئی ہے کہ ہر لمحہ موت کا گمان گزرتا ہے، لیکن بنیادی طور پر موت آکر بھی نہیں آتی اور مصیبتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ　　　شرم تم کو مگر نہیں آتی

- شاعر کہتا ہے کہ کعبہ جیسی مبارک جگہ پر جانے کے لیے انسان کا اچھا اور نیک ہونا بنیادی شرط ہے اور اگر کوئی اس شرط کو پورا نہیں کرتا ہے تو اسے ایسی محترم جگہ جانے کا حق نہیں پہنچتا۔

خاص باتیں

- غالبؔ نے اس غزل میں خود کلامی کا انداز اختیار کر کے فکر کا پہلو پیدا کیا ہے۔
- سادہ الفاظ کے استعمال کی وجہ سے غزل کے اشعار میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے۔
- غزل کا ہر شعر ہمیں زندگی اور کائنات کے مختلف پہلوؤں پر غور وفکر کے لیے مجبور کرتا ہے۔

سمجھنے کی بات

- اس غزل میں غالب نے اشاروں میں جو تجربات بیان کیے ہیں، وہ ذاتی نوعیت کے ہوتے ہوئے بھی محض ذاتی نہیں۔ ان میں کائنات کے دوسرے بہت سے مسائل کا عکس محسوس کیا جاسکتا ہے۔

غور کرنے کی باتیں

- دوسرے شعر میں ''رات بھر نیند کا نہ آنا'' صرف ایک دن کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ یہ مستقل طور پر زندگی کا حصّہ بن گیا ہے۔
- تیسرے شعر میں شاعر نے حالِ دل کی وضاحت نہیں کی ہے، لیکن دل کی حالت پر ہنسنے کا عمل زندگی کے غیر سنجیدہ روّیے کو ظاہر کرتا ہے۔ حالات بدلتے ہیں اور زندگی پر سنجیدگی حاوی ہوجاتی ہے پھر کسی بھی بات پر ہنسی نہ آنے کا عمل ناسازگار حالات کی شدّت کو نمایاں کرتا ہے۔
- مقطع میں غالبؔ نے محاورے کے حسن کو خوبی سے اجاگر کیا ہے۔ کس منہ سے جانے کی بات کعبے کے حوالے سے کہی گئی ہے۔ اس میں شدید قسم کا طنز شامل ہے۔

زبان کے بارے میں

- جس غزل یا شعر میں ایسی سادہ اور آسان زبان استعمال کی جائے جسے پڑھ کر مفہوم آسانی سے سمجھ آجائے اسے سہلِ ممتنع کہتے ہیں۔ یہ غزل سہلِ ممتنع کی عمدہ مثال ہے۔
- تیسرے شعر کے پہلے مصرعے میں ''حالِ دل'' کا استعمال کیا گیا ہے، جو کہ اضافت ہے۔ یہاں حالِ دل کے معنی ہیں دل کا حال۔
- چوتھا شعر ایمائیت کی مثال ہے۔ جب بات کی تفصیل کو اشاروں میں اس

طرح بیان کیا جائے کہ ذہن میں تصورات کا مکمل خاکہ ابھر جائے تو یہ انداز ''ایمائیت'' کہلاتا ہے۔

اپنی جانچ آپ کیجیے:

1۔ متن پر مبنی سوال

- صحیح جواب پر صحیح کا نشان '' ✓ '' لگائیے۔
- غزل کی ردیف ''نہیں آتی'' کس جانب اشارہ کرتی ہے۔

(a) خوشی (b) مایوسی

(c) غصّہ (d) ان میں سے کوئی نہیں

2۔ مختصر ترین جواب والا سوال

- خالی جگہوں میں صحیح بات لکھیے

دوسرے شعر میں شاعر اپنے آپ سے سوال کرتا ہے کہ جب موت کا ایک دن طے ہے تو پھر ....۔

3۔ مختصر جواب والا سوال

- مطلع کی تعریف کیجیے اور مثال بھی دیجیے۔

4۔ طویل جواب والا سوال

- شاعر کی زبان اور اسلوب کے بارے میں اپنی رائے لکھیے۔